عقیدہ ختم نبوت: مسلم مفکرین کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ

Doctrine of Finality of Prophethood: An Analytical Study of the views of Muslim Thinkers

سلطان سکندر☆

ABSTRACT

Almighty Allah has sent many Massengers and Prophets for the guidance of humanity to the right path. He the Mighty and Exalted also revealed his message to some of his chosen Prophets in the form of books. The chain of the Prophets and Massengers ends with the Prophet Muhammad (peace & blessing of Allah be upon Him) as he is the last Prophet and there is no prophet after Him(peace & blessing of Allah be upon Him). The Doctrine of Finality of Prophethood is based on Qur'an, Sunnah and Consensus of Ummah as whole.

Holy Qur'an uses the word "خـــاتـم" in Surah al-Ahzab: 33, Ayah: 40. The Muslim scholars, clerics and intellectuals interpret the word "خـــاتـم" as well as the Doctrine of Finality of Prophethood in diverse narrative without any contradiction.

How did they elaborate and deal it with their different methods and ways. This study is an effort to explore their diverse methods of interpretations and statments and analize them. It is need of time that we should understand the philosophy of this doctrine as it has many secret dimensions in the context of intellectuals' view point.

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، اسلام آباد ماڈل کالج فار بوائز، G-10/4، اسلام آباد، پاکستان۔

ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کے چند بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جس پر امت کا اجماع ہے۔ اگرچہ بدقسمتی سے امت اسلامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے مگر اتنے اختلافات کے باوجود سارے فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔ چودہ صدیوں میں جس نے بھی نبی بننے کا دعویٰ کیا اس کو مرتد قرار دے دیا گیا اور اس کے خلاف علم جہاد بلند کر کے اس کی جھوٹی نبوت اور عظمت کو خاک میں ملا دیا گیا۔ مسیلمہ کذاب نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نتائج کی پرواہ کئے بغیر اس کے خلاف لشکر کشی کی اور تب چین کا سانس لیا جب اس جھوٹے نبی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یقیناً اس جہاد میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے جبکہ سینکڑوں کی تعداد میں حفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ لیکن صدیق اکبرؓ نے اتنی بڑی قربانی دے کر بھی اس فتنے کو کچلنا ضروری سمجھا۔ آپؓ نور صدیقیت سے دیکھ رہے تھے کہ اگر اس میں ذرا تساہل برتا تو یہ امت سینکڑوں گروہوں میں نہیں سینکڑوں امتوں میں بٹ جائے گی ہر امت کا اپنا نبی ہوگا اور وہ اس کی شریعت اور سنت کو اپنائے گی اس طرح اس رحمت للعالمین کے زیر سایہ اسلام کے پلیٹ فارم پر انسانیت کے اتحاد کی ساری امیدیں ختم ہو جائیں گی اور ﴿اِنّی رَسُولُ اللّٰہِ اِلیکُم جَمِیعًا﴾ کا سہانا منظر کبھی نظر نہیں آئے گا۔

ہمارا دعویٰ بلکہ ہمارا غیر متزلزل عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضور سرورِ عالم سیدنا محمد ﷺ سب سے آخری نبی ہیں حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا اور جو شخص اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور جو بدبخت اس کے اس دعوے کو سچا تسلیم کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے اور اسی سزا کا مستحق ہے جو اسلام نے مرتد کے لیے مقرر فرمائی ہے۔

نبی ﷺ کے آخری نبی ہونے کا اعلان قرآن مجید میں واشگاف الفاظ میں کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾(۱)

(محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں اور لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں)

اس آیت میں لفظ ﴿خَاتَم﴾ اہل لغت اور مفسرین کے ہاں زیر بحث رہا ہے جس کی وجہ اس کی قراءت اور معنیٰ کا اختلاف ہے اگرچہ مآل کے اعتبار سے اس میں کوئی فرق نہیں۔ لفظ ﴿خاتم﴾ کی توضیح و تشریح سے متعلق اہل لغت اور مفسرین کے اقوال مندرجہ ذیل ہیں:

علامہ جوھری صحاح میں لکھتے ہیں۔

ختم الله له بخير (خدا اس کا خاتمہ بالخیر کرے)۔ **ختمت القرآن بلغت آخره** (میں نے قرآن آخر تک پڑھ لیا)۔ **اختتمت الشئی نقیض افتتحته افتتاح** (اختتمت الشئی نقیض ہے افتتحته افتتاح کی)۔

الخاتم: الخاتم بكسر التا و فتحهاأوالختام والخاتام كله بمعنى وخاتمة الشئى ء آخره (خاتم۔ خاتم، خِتام، خاتام سب کاایک معنی ہےاورکسی چیز کے آخرکو خاتمةالشئی کہتے ہیں)۔ **محمد** ﷺ **خاتم الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام** (حضور نبی کریم ﷺ تمام نبیوں سے آخر میں تشریف لائے)(۲)۔

علامہ ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں: **ختام الوادی وأقصاه وختام القومِ وَ خاتمهم وخاتَمهُم: آخرهم و محمد** ﷺ **خا تم الانبياء عليه و عليهم الصلوٰة و السلام**(وادی کے آخر کو ختام الوادی کہتے ہیں قوم کے آخری فرد کو ختام، خاتم اور خاتم کہا جا تا ہے۔اسی مناسبت سے آپ ﷺ کو خاتم الانبیاء فرمایا گیا)(۳)۔

اہل لغت کی ان تصریحات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ خاتم کی تا پر زبر ہو یا زیر اس کا معنی'' آخری'' ہے۔اس معنی کی تائید کے لیے اہل لغت نے ایک دوسری آیت سے بھی استدلال کیا ہے۔﴿ **خِتٰمُهٗ مِسْک أى آخره مسک** ﴾۔یعنی اہل جنت کو جوشراب پلایا جائے گا اس کے آخر میں انہیں کستوری کی خوشبو آئے گی۔

تمام اہل لغت اور اہل تفسیر نے بالاتفاق خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے کیے ہیں۔عربی لغت یا محاورے کی رو سے'' خاتم'' سے مراد وہ مہر ہے جو لفافے پر اس لئے لگائی جاتی ہے کہ نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکلے نہ ہی باہر کی کوئی چیز اندر جائے۔

علامہ ابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ'' خاتم النبیین'' کا معنی لکھتے ہیں۔

ولكنه رسول الله وخاتم النبيين الذى ختم النبوة فطبع عليها فلا تفتح لأحد بعده الى قيام الساعة ... واختلفت القراء فى قرأة قوله وختم النبيين فقرأ ذلك قراء الامصار سوى الحسن وعاصم بكسر التاء من خاتم النبيين و قرء ذلك فيما يذ كر الحسن و عاصم خاتم النبين بفتح التاء بمعنا ه آخر النبيين(۴).

(مگر وہ اللہ کا رسول ہے خاتم النبیین ہے یعنی جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی کہ اس کے بعد قیامت تک وہ کسی کے لیے نہ کھلے گی اور لفظ خاتم النبیین کی قراءت میں قاریوں کے درمیان اختلاف ہوا ہے۔حسن اور عاصم کے سوا تمام ممالک کے قاریوں نے اس کو خاتم النبیین بالکسر پڑھا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نبیوں کے سلسلے پر مہر لگا دی۔۔۔۔اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے حسن اور عاصم نے اس کو خاتم النبیین بالفتح پڑھا ہے۔اس معنی میں نبی ﷺ آخری نبی ہیں)۔

محی السنۃ بغوی (م ۵۱۰ھ) لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذریعے سے نبوت کو ختم کیا پس آپ ﷺ انبیاء کے خاتم ہیں۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں (۵)۔

علامہ زمخشری (م ۵۳۸ھ) لکھتے ہیں: **"فا ن قلت کیف کان آخر الانبیاء وعیسی ینزل فی آخر الزمان قلت: معنی کونہ آخر الانبیاء أنہ لاینبأ أحد بعد ہ وعیسی ممن نبیٔ قبلہ وحین ینزل عاملا علی شریعۃ محمد مصلیا الی قبلتہ کأنّہ بعض أمتہ"**(۶).

(اگر تم کہو کہ نبی اکرم ﷺ آخری نبی کیسے ہوئے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں نازل ہوں گے، تو میں کہوں گا آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا اس معنی میں ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمد ﷺ پر عمل کرنے والے اور آپ ﷺ کے قبلے کی طرف نماز پڑھنے والے ہوں گے گویا وہ آپ کی ﷺ امت کے ایک فرد ہیں۔

امام رازیؒ (م ۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

اس سلسلہ بیان میں "خاتم النبیین" اس لیے فرمایا کہ جس نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی ہو وہ اگر نصیحت اور توضیح احکام میں کوئی کسر چھوڑ جائے تو اس کے بعد آنے والا نبی اس کسر کو پورا کر دیتا ہے مگر جس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا وہ اپنی امت پر اتنا شفیق ہوتا ہے اور اس کو زیادہ واضح ہدایات دیتا ہے۔ کیوں کہ اسکی مثال ایسے باپ کی ہوتی ہے جو ایسے بیٹے کا باپ ہو جس کا کوئی ولی سرپرست اس باپ کے سوا نہیں (۷)۔

امام ابوالبرکات احمد بن محمد نسفیؒ (م ۷۱۰ھ) لکھتے ہیں:

وخاتم النبیین... یعنی انبیاء میں سب سے آخری نبی یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی اور شخص نبی نہ بنایا جائے گا۔ رہے عیسیٰ علیہ السلام تو وہ آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے۔ اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمد ﷺ پر عامل ہوں گے گویا وہ آپ ﷺ کی امت ہی کے ایک فرد ہیں (۸)۔

قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی شیرازی (م ۶۸۵ھ) لکھتے ہیں:

أی آخرھم الذی ختمھم او ختموا بہ ولا یقدح فیہ نزول عیسی بعدہ لأ نہ اذا نزل کا ن علی دینہ (۹).

(یعنی سب سے آخری نبی جس نے انہیں ختم کیا یا وہ سب آپ ﷺ کے ساتھ ختم کیے گئے۔ اب آپ ﷺ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کسی قسم کی خرابی کا باعث نہیں بنتا کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے تو وہ اسی (آپ ﷺ کے) دین پر ہوں

گے)۔

حافظ ابوالفداء عماد الدین بن کثیر (م۷۷۴ھ) لکھتے ہیں۔

فھذہ آیة نص فی أنّہ لا نبیّ بعدہ واذا کان لا نبی بعدہ فلا رسول بالطریق الاولیٰ والاخری لان مقام الرسالة أخص من مقام النبوة فان کلّ رسول نبیّ ولا ینعکس(۱۰).

(تو یہ آیت اس امر میں نص ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا تو رسول بطریق اولیٰ نہ ہوگا کیونکہ مقام رسالت مقام نبوت سے اخص ہے کیوں کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور ہر نبی رسول نہیں ہوتا)۔

آپ ﷺ کے بعد جو شخص بھی اس منصب کا دعویٰ کرتا ہے وہ کذاب، دجال، مفتری اور کافر ہے۔ خواہ وہ کسی قسم کے غیر معمولی کرشمے اور جادوگری کے کرتب دکھاتا پھرے اور اسی طرح قیامت تک جو شخص بھی اس منصب کا مدعی ہو وہ کذاب ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی (م۹۱۱ھ) لکھتے ہیں۔

اللہ اس بات کو جانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور عیسیٰؑ جب نازل ہوں گے تو آپ ﷺ کی شریعت کے پیروکار رہوں گے(۱۱)۔

علامہ اسماعیل حقی (م۱۱۳۷ھ) لکھتے ہیں۔

﴿خاتم النبیین﴾ عاصم نے اس کو ''ت'' کی فتح کے ساتھ پڑھا ہے۔ جس کے معنی ''آلہ ختم'' کے ہیں۔ جس سے مہر لگائی جاتی ہے۔ جیسے ''طابع'' اس چیز کو کہتے ہیں جس سے ٹھپہ لگایا جائے۔ یعنی آپ ﷺ انبیاء میں سب سے آخری نبی تھے جن سے نبیوں پر مہر لگائی گئی۔ باقی قراء نے ''ت'' کو کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ یعنی آپ خاتم بروزن فاعل ختم تھے۔ فارسی میں اسکو ''مہر کنند پیغمبراں'' کہیں گے۔

پس آپ ﷺ کی امت کے علماء ولایت کے اعتبار سے آپ ﷺ کے وارث ہیں۔ اور آپ ﷺ کی ختمیت سے نبوت کی میراث منقطع ہو چکی ہے۔ اور آپ ﷺ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے میں قادح نہیں ہے کیوں کہ آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ بنایا جائے گا(۱۲)۔

علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود الوسی بغدادی حنفی م۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں:

''والمراد بالنبی ماھو اعم من الرسول فیلزم من کونہ ﷺ خاتم النبیین کونہ خاتم

المرسلين والمراد بكونه عليه السلام وخاتمهم انقطاع حدوث وصف النبوة فى احد من الثقلين بعد تحليه عليه السلام بهافى هذه النشأة(۱۳).

(اور نبی سے مراد وہ ہے جو رسول سے عام ہے تو آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے آپ ﷺ کا خاتم المرسلین ہونا بھی لازم آتا ہے۔ اور آپ ﷺ کے خاتم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس نشأۃ میں آپ ﷺ کا وصف نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد جنوں اور انسانوں میں سے کسی ایک کے لیے وصف نبوت کا انقطاع ہے)

رسول کریم ﷺ کا آخری نبی ہونا ایسی حقیقت ہے جس کی تصریح خود کتاب اللہ نے کردی اور سنت سے واضح کردیا ہے اور اس مسئلہ پر امت کا اجماع ہو چکا ہے لہذا اس کے خلاف جو بھی دعویٰ کرے گا وہ کافر قرار پائے گا(۱۴)۔

ختم نبوت کی توضیح وتشریح کے بارے میں مسلم مفکرین کی آراء اور مختلف انداز بیان اور ان کا تجزیہ درج ذیل ہے:

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ)

ایک شخص نے امام صاحبؒ کے زمانے میں نبوت کا دعوی کیا اور کہا کہ مجھے موقع دو کہ اپنی نبوت کی علامات پیش کروں اس پر امام صاحبؒ نے فرمایا کہ جو شخص اس سے علامات کا مطالبہ کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا کیونکہ نبی کریم ﷺ فرما چکے ہیں میرے بعد کوئی نبی نہیں (۱۵)۔

علامہ ابن حزمؒ ظاہریؒ (م ۴۵۶ھ)

''یقیناً وحی کا سلسلہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد منقطع ہو چکا ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی اس کی صرف نبی کی طرف ہوتی ہے اور اللہ عزوجل فرما چکا ہے: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾(۱۶)(۱۷)۔

ابن حزمؒ مزید لکھتے ہیں:

ان تمام امور کا اقرار واجب ہے اور یہ بات صحیح طور پر ثابت ہوگئی کہ نبی اکرمؐ کے بعد کسی نبی کا وجود باطل ہے اور ہرگز نہیں ہوسکتا (۱۸)۔

اور ایسے ہی جو شخص یہ کہے کہ ہمارے نبی اکرمؐ کے بعد سوائے عیسیٰؑ کے کوئی نبی ہے تو کوئی شخص اس کے کافر ہونے میں اختلاف نہیں کرسکتا ان سب امور پر صحیح اور قطعی حجت قائم ہو چکی ہے (۱۹)۔

امام محمد بن غزالیؒ (م ۵۰۵ھ)

امت نے اس لفظ ''لانبی بعدی'' سے بالاجماع یہ سمجھا ہے کہ نبی کریم نے یہ بتادیا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ رسول اور یہ کہ اس میں کسی قسم کی تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ جو شخص اس کی تاویل کر کے

اسے خاص معنی کے ساتھ مخصوص کرے گا اس کا کلام مجنونانہ خرافات کی قسم سے ہے اور یہ تاویل اس پر تکفیر کا حکم لگانے میں مانع نہیں ہے کیوں کہ وہ اس نص کو جھٹلا رہا ہے جس کے متعلق تمام امت کا اجماع ہے کہ اس کی تاویل وتخصیص نہیں کی جا سکتی (۲۰)۔

قاضی عیاض بن موسیٰ مالکیؒ (م ۵۴۴ھ)

جو شخص خود اپنے نبی ہونے کا دعوی کرے یا جو نبوت کے اکتساب اور صفائی قلب کے ذریعے سے مرتبہ نبوت تک پہنچ جانے کو جائز رکھے جیسے فلسفی لوگ یا غالی متصوفین کہتے ہیں اور اسی طرح جو دعوی کرے کہ اس پر وحی آتی ہے اگرچہ نبی ہونے کا دعوی نہ کرے، ایسے سب لوگ کافر ہیں اور نبی کریم ﷺ کی تکذیب کرنے والے ہیں کیوں کہ آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں کوئی نبی آپ ﷺ کے بعد آنے والا نہیں۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ جنہیں تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔ اور تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اس کے مفہوم اور مراد میں تاویل وتخصیص کی گنجائش نہیں ہے لہذا ان تمام لوگوں کے کفر میں شک کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں (۲۱)۔

الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربیؒ (م ۶۳۸ھ)

پس نبوت کے ختم ہو جانے کے بعد اولیاء کے لئے صرف معارف باقی رہ گئے ہیں اور ''اوامر ونواہی'' کے دروازے بند ہو چکے ہیں پس اگر کوئی محمد ﷺ کے بعد یہ دعوی کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کوئی حکم دیا ہے یا کسی بات سے منع کیا ہے تو وہ مدعی شریعت ہے خواہ اسکی وحی شریعت محمدیہ کے موافق ہو خواہ مخالف وہ مدعی شریعت ضرور ہے (۲۲)۔

اس عبارت میں درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔

۱۔ ابن عربیؒ کے نزدیک مدعی شریعت صرف وہی نہیں جو شریعت محمدیہ کے بعد احکام جدیدہ لے کر آئے بلکہ جس کی وحی بالکل شریعت محمدیہ کے موافق ہو وہ بھی مدعی نبوت ہے۔

۲۔ شریعت کا ادعاء نبوت کے ادعاء کو مستلزم ہے لہذا مدعی شریعت، مدعی نبوت ہے۔ جس طرح نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا اسی طرح آپ ﷺ کی شریعت کے بعد کوئی شریعت نہیں ہو سکتی۔

۳۔ آپ ﷺ کے بعد کسی شخص کا یہ دعوی کہ اس پر وحی آتی ہے یہ بھی نبوت کا دعوی ہے اسی طرح شریعت محمدیہ کے موافق وحی کا دعویٰ بھی ختم نبوت کا انکار ہے۔

علامہ تفتازانی (م ۷۹۱ھ)

نبی کریم ﷺ کا کلام اور اللہ تعالیٰ کا کلام جو آپ ﷺ پر نازل ہوا اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ انبیاء علیہم

السلام کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں اور یہ کہ آپ ﷺ تمام انسانوں بلکہ تمام جن وانس کی طرف مبعوث ہوئے اس سے ثابت ہوا کہ آپ آخری رسول ہیں (۲۳)۔

عارف باللہ امام شعرانی (م ۹۷۳ھ)

" فان کان مکلّفا ضربنا عنقه والا ضربنا عنه صفحا"(۲۴).

(اگر کوئی شخص نبوت کا دعوی کرے چاہے موافق شریعت محمدیہ ہو یا مخالف شریعت محمدیہ۔ اگر وہ مکلّف ہو (نابالغ اور مجنوں نہ ہو) تو ہم اسے اس کی سزا میں قتل کر دیں گے ورنہ چھوڑ دیں گے)۔

ملا علی بن سلطان محمد القاری (م ۱۰۱۴ھ)

"دعوی النبوۃ بعد نبینا کفر بالا جماع"(۲۵).

(ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعوی بالاجماع کفر ہے)۔

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ (م ۱۰۳۴ھ)

مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات میں بیان کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت کے کاملین کو حضور ﷺ کے کمالات سے حصہ ملتا ہے اور یہ حضرات کاملین کمالات ولایت کے ساتھ ساتھ کمالات نبوت سے بھی فیضیاب ہوتے ہیں۔ مجدد الف ثانیؒ کے ہاں یہ کمالاتِ نبوت حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو بھی بدرجہ اتم حاصل ہوئے اور مقام محمدی کی کامل تجلی بطور وراثت اور کمال متابعت ان کاملین امت پر اتری۔ ان کاملین امت نے اس کمال پیروی، فرط محبت بلکہ عنایت ربانی اور موہبت یزدانی سے حضور ﷺ کے کمالات کو اپنے اندر اس طرح جذب کیا کہ اس کے باوجود ان حضرات میں سے کسی نے نہ کسی ظلی نبوت کا دعوی کیا اور نہ بطور انعکاس کوئی نبی یا رسول ہوا۔ کمالات نبوت سے بہرہ ور ہونے اور مقام محمدی کی کامل تجلی کے باوجود یہ حضرات ہرگز نبی یا رسول نہ ہوئے کیونکہ خاتم النبیین پر نبوت و رسالت ہر اعتبار سے ختم ہو چکی تھی (۲۶)۔

مجدد الف ثانیؒ کے اس ارشاد سے یہ باتیں پوری طرح واضح ہیں:

۱۔ کمال متابعت سے جو کمالات نبوت ملتے ہیں ان کمالات کا حاصل انسان کو مقام نبوت پر فائز نہیں کر سکتا۔

۲۔ صدیق اکبر جنہیں کمالات نبوت حاصل تھے وہ بھی نبی نہ تھے اور کمالات نبوت متابعت سے ملتے ہیں وہ انبیا نہیں بلکہ وہ غیر انبیاء ہوتے ہیں۔

مجدد الف ثانیؒ میر محمد نعمان کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

شرائع سابقہ میں اولوالعزم پیغمبروں کی رحلت کے بعد ایک ہزار سال تک ایسے انبیاء کرام اور رسل عظام مبعوث

ہوتے رہتے جوان پہلے اولالعزم پیغمبروں کی شریعت کی ترویج وتقویت کرتے رہتے تھے۔ جب اس پیغمبر کی شریعت کا دورہ دعوت ختم ہو جاتا اور اولالعزم پیغمبر مبعوث ہو جاتا۔ آپ ﷺ کی شریعت چونکہ ہر نسخ وتبدیل سے محفوظ ہے آپ ﷺ کی امت کے علماء کو انبیاء کا حکم دے کر حضور ﷺ کی شریعت کی ترویج واشاعت اور تقویت ان کے سپرد کر دی گئی اس کے باوجود ایک اور پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آپ ﷺ کا تابع قرار دیا گیا۔ تاکہ وہ بھی آپ ﷺ کی شریعت کی ترویج وتقویت کرے (۲۷)۔

اس عبارت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا کام اب علماء امت محمدیہ کے سپرد ہے اس لئے مہر نبوت اب ختم ہے یعنی علمائے امت محمدیہ کو انبیاء کے ورثاء ٹھہرا کر نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔

ملا نظام الدینؒ (م ۱۱۶۱ھ)

اگر آدمی یہ نہ جانے کہ محمد ﷺ سب سے آخری نبی ہیں، تو وہ مسلمان نہیں۔ اگر کہے کہ میں رسول اللہ ہوں یا فارسی میں کہے۔ ''من پیغمبرم'' اور اس کی مراد یہ ہو کہ وہ پیغام لانے والا ہے تو اس کی تکفیر کی جائے گی (۲۸)۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ)

" النبوۃ انقطعت بوفات النبی ﷺ''(۲۹).

(پس نبوت آپ ﷺ کی وفات کے ساتھ ختم ہو چکی ہے)۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے بیان کا ماحاصل یہ ہے کہ ہر طرح کی نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکی ہے، چاہے نئی شریعت والی ہو یا پہلی شریعت سے تو اردر کھنے والی ہو۔ ختم نبوت کے بعد اگر کوئی چیز ہے تو وہ خلافت راشدہ ہے۔ پس نبوت وخلافت کے مابین اگر کسی بروزی یا ظلی نبوت کا کوئی ادنی سا امکان بھی باقی ہوتا تو آپ ﷺ بیان فرماتے کیونکہ مقام ذکر میں عدم ذکر، ذکر عدم کا فائدہ دیتا ہے۔

ارباب عقائد وکلام کے یہ تمام اقوال وتصریحات ہمارے سامنے ہیں جن سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد نبوت، وحی اور نئی شریعت کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا۔ کوئی بھی شخص جو نئی نبوت، نئی شریعت یا وحی کے آنے کا دعوی کرے اسے ختم نبوت کا انکار سمجھا جائے گا۔ اس ضمن میں دلائل صریح، واضح ہیں اور کسی تشریح وتوضیح کے محتاج نہیں۔

علامہ اقبالؒ فلسفہ ختم نبوت کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

اسلام میں نبوت چونکہ اپنے معراج کمال کو پہنچ گئی لہذا اس کا خاتمہ ضروری ہو گیا اسلام نے خوب سمجھ لیا تھا کہ انسان ہمیشہ سہاروں پر زندگی بسر نہیں کر سکتا اس کے شعور ذات کی تکمیل ہو گئی تو یونہی کہ وہ خود اپنے وسائل سے کام لینا

سیکھے۔ (جیسا تعلیمات قرآن کا مقصود بھی ہے) یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اگر دینی پیشوائی کو تسلیم نہیں کیا یا موروثی بادشاہت کو جائز نہیں رکھا یا بار بار عقل اور تجربے پر زور دیا یا عالم فطرت اور عالم تاریخ کو علم انسانی کا سرچشمہ ٹھہرایا تو اس لئے کہ ان سب کے اندر یہی نکتہ مضمر ہے (کہ انسان اپنے وسائل سے کام لے اس کے قوائے فکر وعمل پیدا ہوں اور وہ اپنے اعمال وافعال کا اپنے آپ کو جوابدہ ٹھہرائے) کیوں کہ یہ سب تصور خاتمیت ہی کے مختلف پہلو ہیں۔لیکن یہاں یہ غلط فہمی نہ ہو کہ حیات انسانی اب واردات باطن سے جو با اعتبار نوعیت (ان معنوں میں کہ اس کا تعلق ادراک بالحواس سے نہیں) انبیاء کے احوال وواردات سے مختلف نہیں، ہمیشہ کے لئے محروم ہو چکی ہے۔قرآن مجید نے آفاق وانفس دونوں کو علم کا ذریعہ ٹھہرایا ہے اور اس کا ارشاد ہے: کہ آیات الٰہیہ کا ظہور محسوسات ومدرکات (محسوسات یعنی ہماری واردات شعور ہمارے داخلی احوال اور مدرکات یعنی ہمارے وہ مشاہدات جن کا تعلق عالم فطرت کے مطالعہ سے ہے) ہیں خواہ ان کا تعلق خارج کی دنیا سے ہو یا داخل کی، ہر کہیں ہو رہا ہے لہذا ہمیں چاہیے کہ اس کے ہر پہلو کی قدر وقیمت کا کماحقہ اندازہ کریں اور دیکھیں کہ اس حصول علم میں کہاں تک مددمل سکتی ہے (لہذا اس کی تنقید لازم ٹھہری) حاصل کلام یہ ہے کہ تصور حاکمیت سے یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہیے کہ زندگی میں اب صرف عقل کا ہی عمل دخل ہے۔ جذبات کے لئے اس میں کوئی جگہ نہیں یہ بات نہ کبھی ہوسکتی ہے نہ ہونی چاہیے اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ واردات باطن کی کوئی بھی شکل ہو ہمیں بہر حال حق پہنچتا ہے کہ عقل اور فکر سے کام لیتے ہوئے اس پر آزادی کے ساتھ تنقید کریں (۳۰)۔

مزید لکھتے ہیں:

ختم نبوت کا مسئلہ مسلمانوں کے دل ودماغ کا مسئلہ ہے اس کے لیے مسلمان شروع ہی سے بڑا احساس رہا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کی نسبت امام موافق بن احمد اکملی لکھتے ہیں کہ ان کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے سچا ہونے کی نشانیاں دکھانے کی خاطر مہلت مانگی امام صاحبؒ نے سنا تو فرمایا جس کسی نے اس متنبّی سے کوئی علامت طلب کی، کافر ہو جائے گا کیوں کہ اس طرح نبی کریم ﷺ کے فرمان "لا نبیّ بعدی" کی تکذیب لازم آئے گی (۳۱)۔

علامہ اقبالؒ اس دور کے عظیم مسلمان فلسفی تھے۔ تاریخ اسلام اور قوموں کے عروج وزوال کی تاریخ پر ان کی گہری نظر تھی اور وہ خوب جانتے تھے کہ قوموں کا شیرازہ کیسے مجتمع ہوتا ہے اور کیونکر بکھر جاتا ہے۔ان کے نزدیک اسلامی وحدت دو چیزوں سے عبارت تھی۔

1۔ توحید

2۔ ختم نبوت

علامہ انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں:

دراصل عقیدہ ختم نبوت ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لیے فیصلہ کن ہے کہ (فلاں) فرد گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں (۳۲)۔

مولانا محمد اسحاق سندیلوی لکھتے ہیں:

''اس امت کی استقامت اور بقاء کا راز کیا ہے؟ اس کا راز عقیدہ ''ختم نبوت'' ہے۔ فلسفیوں کی مطالعہ انگیزیاں یہود ونصاری کی ریشہ دوانیاں، فاسقانہ تمدنوں کی سحر طرازیاں سب نے اسے دعوت ضلال دی مگر اس نے کسی طرف التفات نہیں کیا۔

جبکہ داخلی دشمنوں کی دسیسہ کاریاں اس سے بڑھ کر تھیں منافقوں کی منافقانہ کارروائیاں ایک طرف تھیں، جھوٹے اور مفتری مدعیان نبوت سے بھی اسے بکثرت واسطہ پڑا مگر ان کے لغویات کے اوپر کان بھی نہیں دھرا۔ صرف اتنا ہوا کہ امت کے وہ افراد جن کے دل نفاق کے زہر سے مسموم و ماؤف ہو چکے تھے اور جو امت کے جسم کا فضلات یا بدگوشت کی حیثیت رکھتے تھے، مفسدوں اور فتنہ انگیزوں کے دام فریب میں مبتلا ہو کر امت سے خارج ہو گئے لیکن بحیثیت مجموعی امت کا جسم بدستور سلامت رہا نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس کی وفاداری میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ امت نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین اور آخری نبی سمجھتی ہے۔ قرآن مجید کو خاتم الکتب اور اللہ تعالیٰ کا آخری ہدایت نامہ جانتی ہے۔ اس لئے اسے کبھی کسی نئے ہادی کا انتظار نہیں رہا تھا۔ اگر کسی نئے داعی نے اسے اپنی طرف بلانا چاہا تو اسے اسکی صداقت کا ادنیٰ سا احتمال بھی پیدا نہیں ہوا بلکہ اس نے اس کی آواز سنتے ہی اسے کذاب و مفتری سمجھ لیا اور اس کی گمراہ کن باتوں سے ذرہ برابر بھی متاثر نہ ہوئی بلکہ کتاب وسنت کے ساتھ اس کی وابستگی اور زیادہ قوی ہو گئی۔

اس امت کی بقاء اس کے عقیدہ ختم نبوت سے وابستہ ہے۔ اگر یہ عقیدہ نہ ہوتا، تو یہ امت باقی نہ رہتی۔ یہ حقیقت ہے کہ اپنی کتاب، اپنے نبی کی سنت کی حفاظت اور بقا کے لئے جیسی کوششیں اور جیسا اہتمام امت محمدیہ نے کیا ہے اس کی نظیر بلکہ اس کی چوتھائی کی نظیر بھی کسی امت اور کسی قوم میں نہیں مل سکتی جس کا اثر یہ ہے کہ کتاب وسنت اس طرح محفوظ ہے گویا آج محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ امانت ہمارے سپرد فرمائی ہے اس کی یہ خصوصیت کیوں ہے؟ کیا سابقہ امتوں کو اپنے انبیاء اور کتابوں سے وابستگی نہ تھی؟ اس کا چوتھائی اہتمام بھی ان کے تحفظ کے لئے نہیں کیا۔ اس کا جواب یقیناً آپ کو ''ختم نبوت'' کے عنوان کے تحت ملے گا۔ دوسری امتوں نے یہ اہتمام اس لیے نہیں کیا کہ انہیں دوسرے انبیاء کے آنے کی توقع تھی وہ سمجھتی تھی کہ اگر یہ ہدایت گم ہو جائے گی تو دوسری ہدایت آ جائے گی۔ یہ نبی نہ رہیں گے تو دوسرے نبی آ جائیں گے وہی کتاب کی بھی حفاظت کریں گے اطمینان کی وجہ سے انہوں نے اس سرمایہ کی حفاظت کا اہتمام نہیں کیا جبکہ اس امت محمد ﷺ کو یقین تھا کہ آخری کتاب آ چکی آخری نبی ظاہر ہو چکے اگر ہم اس کتاب یا اس نبی کی سنت کو گم کر دیں گے تو کبھی

ہدایت نہ پاسکیں گے۔اس لئے انہوں نے ان دونوں کی حفاظت اور بقاء کے لیے اپنی پوری قوت صرف کر دی اور اتنا اہتمام کیا اوران دونوں کی ایسی حفاظت کی جو اپنی نظیر آپ ہے۔اگر عقیدہ ختم نبوت نہ ہوتا تو یہ امت بھی کتاب وسنت کی حفاظت کا ایسا اہتمام نہ کرتی اورامم سابقہ کی طرح ان رہبروں سے محروم ہوکر وادی ہلاکت میں برباد ہو جاتی۔بے شک اگر محمد رسول ﷺ پر نبوت ختم نہ ہوتی تو یہ امت بھی ختم ہو جاتی۔گو یا ختم نبوت اس امت کے مخصوص مزاج کا تقاضا اورا سے خاتم النبیین کی امت بنا کر نبوت کا دروازہ بالکل بند کر دینا حکمت ورحمت الٰہی کا اقتضاء ہے'' (۳۳)۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی ختم نبوت کے اجتماعی پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:''یہ امر نظر انداز نہ کیا جانا چاہیے کہ ختم نبوت کا یہ عقیدہ محض ایک اعتقادی مسئلہ نہیں ہے جس میں اختلاف رونما ہونے کے اثرات ونتائج صرف فکر وخیال کی دنیا تک محدود رہ سکتے ہوں بلکہ یہ واحد بنیاد ہے جس پر مسلمانوں کی پوری قومی عمارت رہ سکتی ہے جس کے بقاء پر مسلم ملت کی وحدت اوراس کا استحکام منحصر ہے اور جس کے متزلزل ہو جانے کے اثرات ونتائج محض ''مذہب'' کے دائرے تک محدود رہ جانے والے نہیں ہیں بلکہ تمدنی ، سیاسی ، معاشی ، اجتماعی اور بین الاقوامی ہر حیثیت سے ہمارے لئے سخت مُسلک ہیں۔تاریخ کے دوران میں مسلمانوں کے درمیان عقائد ، اصول اور فروع میں بے شمار اختلافات رونما ہو چکے ہیں اب بھی ہوئے جا رہے ہیں جن کے نہایت برے اثرات ہماری اجتماعی زندگی پر مرتب ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں مگر شروع سے آج تک جس چیز نے تمام نفرتوں اوراختلافات کے باوجود ہم سب کو ایک ملت بنا رکھا ہے اور جس چیز کی ہدایت ہمیشہ قومی خطرات ومصائب کے وقت یا اہم قومی مسائل پیش آنے پر ہمارا متحد ہوکر کام کرنا ممکن ہوا ہے وہ صرف ایک رسول کی پیروی پر ہمارا متفق ہونا ہے یہ ایک بنیاد بھی اگر متزلزل ہو جائے اور نئے نئے رسولوں کی دعوتیں اٹھ کر ہمیں الگ الگ امتوں میں بانٹنا شروع کر دیں تو پھر کوئی طاقت ہمیں مستقل طور پر پراگندہ ہونے سے نہ بچا سکے گی اور کوئی چیز ایسی باقی نہیں رہے گی جو ہم کو کبھی جمع کر سکے گی'' (۳۴)۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ختم نبوت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اگر ختم نبوت کا عقیدہ نہ ہوتا تو انسان اپنے اوپر اعتماد کھو بیٹھتا اور ایک مسلسل تذبذب کا شکار رہتا اور بجائے زمین کی طرف دیکھنے کے اپنی نگاہیں آسمان سے ہی لگائے رہتا۔ اس کے ساتھ وہ اپنے مستقبل کی طرف سے بھی مسلسل تذبذب اور بے یقینی کی حالت میں رہتا اس کے گرد وپیش شک وشبہ کی فضا قائم رہتی اور وہ برابر مدعیان نبوت کی ابلہ فریبی کا شکار رہتا اور جب کبھی کوئی مدعی نبوت اس سے کہتا کہ انسانیت کا چمن اب تک نامکمل اور غیر آراستہ تھا۔میں نے آکر اس کی چمن بندی اور آراستی کی تو وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا کہ جب یہ چمن اب تک نامکمل تھا تو مستقبل میں بھی اس کی تکمیل کی کیا ضمانت دی جا سکتی ہے'' (۳۵)۔

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ لکھتے ہیں:

''نبی جب بھی کسی قوم میں آئے گا فوراً اس میں کفر و ایمان کا سوال اٹھ کھڑا ہوگا جو اس کو مانیں گے وہ ایک امت قرار پائیں گے اور جو اس کو نہ مانیں گے وہ لامحالہ دوسری امت ہوں گے ان دونوں امتوں کا اختلاف محض فروعی اختلاف نہ ہوگا بلکہ ایک نبی پر ایمان لانے اور نہ لانے کا ایسا بنیادی اختلاف ہوگا جو انہیں اس وقت تک جمع نہ ہونے دے گا جب تک ان میں کوئی ایک عقیدہ نہ چھوڑ دے پھر ان کے لئے عملاً بھی ہدایت اور قانون کے مآخذ الگ الگ ہوں گے کیونکہ ایک گروہ اپنے تسلیم کردہ نبی کی پیش کی ہوئی وحی اور اس کی سنت سے قانون لے گا اور دوسرا گروہ اس کے مآخذ قانون ہونے کے سرے سے منکر ہوگا اس بناء پر ان کا ایک مشترکہ معاشرہ بن جانا کسی طرح بھی ممکن نہ ہوگا (۳۶)۔

پہلی صدی ہجری سے آج تک تاریخ اسلام کی ہر صدی کے اکابرین شامل ہیں۔ تمام دنیائے اسلام متفقہ طور پر خاتم النبیین کے معنی ''آخری نبی'' سمجھتی رہی حضورﷺ کے بعد نبوت کے دروازے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند تسلیم کرنا ہر زمانے میں تمام مسلمانوں کا متفق عقیدہ رہا ہے اور اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا کہ جو شخص محمد رسول اللہﷺ کے بعد رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور جو اس دعوے کو مانے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اس سلسلے میں تین توجیہات پیش کی ہیں:

۱۔ اگر بفرض محال نبوت کا دروازہ واقعی کھلا بھی ہو، اور کوئی نبی آ بھی جائے تو ہم بے خوف و خطر اس کا انکار کر دیں گے خطرہ ہو سکتا ہے تو اللہ کی باز پرس ہی کا تو ہو سکتا ہے۔ وہ بروز قیامت پوچھ سکتا ہے تو ہم یہ سارا ریکارڈ بر سر عدالت پیش کر دیں گے جس سے ثابت ہو جائے گا کہ قرآن و سنت نے ہمیں معاذ اللہ کفر کے خطرے میں ڈالا تھا۔ ہمیں قطعاً کوئی اندیشہ نہیں۔ لیکن اگر نبوت کا دروازہ واقعی بند ہے اور کوئی نبی آنیوالا نہیں اس کے باوجود کوئی مدعی نبوت پر ایمان لاتا ہے تو اس کو سوچ لینا چاہیے کہ اس کفر کی پاداش میں عدالت خداوندی میں کیا ریکارڈ پیش کرے گا۔

۲۔ قرآن مجید سے جب ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی کے تقرر کی ضرورت کن کن حالات میں پیش آتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ صرف چار حالتیں ایسی ہیں جن میں انبیاء مبعوث ہوتے ہیں۔

اول یہ کہ کسی خاص قوم میں نبی بھیجنے کی ضرورت اس لیے ہو کہ اس میں پہلے کبھی کوئی نبی نہ آیا تھا اور کسی دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام بھی اس تک نہ پہنچ سکتا تھا۔

دوم یہ کہ نبی بھیجنے کی ضرورت اس وجہ سے ہو کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کی تعلیم بدل دی گئی ہو یا اس میں تحریف کر دی گئی ہو اس کے نقش قدم کی پیروی کرنا ممکن نہ ہو۔

سوم یہ کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کے ذریعہ مکمل تعلیم و ہدایت لوگوں کو نہ ملی ہو اور تکمیل دین کے لئے انبیاء کی ضرورت ہو۔

چہارم یہ کہ ایک نبی کے ساتھ اسکی مدد کے لئے ایک اور نبی کی حاجت ہو۔

اب یہ ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی ضرورت بھی نبی کریم ﷺ کے بعد باقی نہیں رہی۔ اب ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ پانچویں وجہ کونسی ہے جس کے لیے آپ ﷺ کے بعد ایک نبی کی ضرورت ہو؟ اگر کوئی کہے کہ قوم بگڑ گئی اس لئے اصلاح کی خاطر ایک نبی کی ضرورت ہے تو ہم اس سے پوچھیں گے کہ محض اصلاح کے لئے نبی دنیا میں کب آیا ہے کہ آج صرف اس کام کے لیے وہ آئے؟ نبی تو اس لیے مقرر ہوتا ہے کہ اس پر وحی کی جائے اور وحی کی ضرورت یا تو کوئی نیا پیغام دینے کے لیے ہوتی ہے یا پچھلے پیغام کی تکمیل کرنے کے لیے یا ان تحریفات سے پاک کرنے کے لیے۔ قرآن وسنت کے محفوظ ہو جانے اور دین کے مکمل ہو جانے کے بعد جب وحی کی سب ممکن ضرورتیں ختم ہو چکیں ہیں تو اب اصلاح کے لئے مصلحین کی حاجت باقی رہتی ہے نہ کہ انبیاء کی۔

۳۔ ختم نبوت امت مسلمہ کے لیے اللہ کی ایک بہت بڑی رحمت ہے جس کی بدولت ہی اس امت کا ایک دائمی اور عالمگیر برادری بننا ممکن ہوا ہے اس چیز نے مسلمانوں کو ایسے ہر بنیادی اختلاف سے محفوظ کر دیا ہے جو ان کے اندر مستقل تفریق کا موجب ہو سکتا ہو اب جو شخص بھی آپ ﷺ کو اپنا ہادی اور رہبر مانے اور ان کی دی ہوئی تعلیم کے سوا کسی اور ماخذ ہدایت کی طرف رجوع کرنے کا قائل نہ ہو وہ اس برادری کا فرد ہے اور ہر وقت ہو سکتا ہے یہ وحدت اس امت کو کبھی نصیب نہ ہو سکتی تھی اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا۔ کیونکہ ہر نبی کے آنے پر یہ پارہ پارہ ہوتی رہتی۔

آدمی سوچے تو اس کی عقل خود یہ کہہ دے گی جب تمام دنیا کے لیے ایک نبی بھیج دیا جائے اور جب اس نبی کے ذریعے سے دین کی تکمیل بھی کر دی جائے۔ اور جب اس نبی کی تعلیم کو پوری طرح محفوظ بھی کر دیا جائے تو نبوت کا دروازہ بند ہو جانا چاہیے تا کہ اس آخری نبی کی پیروی پر جمع ہو کر تمام دنیا میں ہمیشہ کے لیے اہل ایمان کی ایک امت بن سکے اور بلا ضرورت ''ظلی'' ہو یا ''بروزی''، ''امتی'' ہو یا صاحب شریعت اور صاحب کتاب۔ بہر حال جو شخص نبی ہوگا اور خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہوگا اس کے آنے کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ اس کے ماننے والے ایک امت بنیں اور نہ ماننے والے کافر قرار پائیں۔ یہ تفریق اس حالت میں تو ناگزیر ہے جب کہ نبی کے بھیجے جانے کی فی الواقع ضرورت ہو مگر جب اس کے آنے کی کوئی ضرورت باقی نہ رہے تو خدا کی حکمت اور اس رحمت سے یہ بات قطعی بعید ہے کہ وہ خواہ مخواہ اپنے بندوں کو کفر و ایمان کی کشمکش میں مبتلا کرے اور انہیں کبھی ایک امت نہ بننے دے لہذا جو کچھ قرآن سے ثابت ہوا اور جو کچھ سنت اور اجماع سے ثابت ہے عقل بھی اس کو صحیح تسلیم کرتی ہے اور اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اب نبوت کا دروازہ بند رہنا چاہیے (۳۷)۔

ختم نبوت کا سب سے پہلا امتیاز یہ تھا کہ آپ ﷺ کا پیغام کل دنیا کی طرف تھا۔ اس سے پہلے نبی اپنی اپنی قوم

کی طرف ہی آتے رہے اور کسی نے سب قوموں کی طرف ہونے کا اعلان نہیں کیا آپ ﷺ کے سوائے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کی طرف ایسا دعویٰ منسوب کیا گیا ہو لہذا نبی کریم ﷺ ہی ایک نبی ہیں جو کل دنیا کی طرف مبعوث ہوئے اور یہ بھی ختم نبوت کی قوی شہادت ہے کیوں کہ جب ایک کامل تعلیم والا نبی کل دنیا کی طرف مبعوث ہو گیا تو اب دوسرے کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ وہ رسالت کا دعوی کرے۔

جس طرح یہ سچ ہے کہ ہمارے نبی کریم سے پہلے کسی نبی نے کل دنیا کی طرف مبعوث ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اسی طرح یہ بھی سچ ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے یہ ضرور قرار دیا ہو کہ تم دنیا کے پہلے سارے نبیوں پر ایمان لاؤ۔ درحقیقت یہ ختم نبوت کا دوسرا بڑا ثبوت ہے قرآن کریم کے آغاز ہی میں ہر مومن کے لیے یہ ضروری قرار دیا گیا ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ﴾ (۳۸) (وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو تیری طرف اتارا گیا اور اس پر جو تم سے پہلے اتارا گیا۔) اب ﴿وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ﴾ میں اس تمام وحی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے جو آپ ﷺ سے پہلے نازل ہو چکی ہے اور دوسری طرف ﴿لِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ (۳۹) کہہ کر یہ بتا دیا کہ ہدایت لانے والے ہر قوم میں ہو چکے ہیں۔ اس طرح پھر جس قدر کل قوموں میں ہدایتیں نازل ہو چکی تھیں ان سب پر ایمان ضروری قرار دیا۔

اس سے دو طرح کے پہلوؤں کی وضاحت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیم جامع تھی اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا تھا۔ اول اس طرح کہ اگر آپ ﷺ کی تعلیم جامع نہ ہوتی اور سارے انبیاء کی کتب قیمہ کو اپنے اندر سمو لینے والی نہ ہوتی تو کیا ضرورت تھی کہ پہلی وحی پر ایمان لانا ضروری قرار دیا جاتا گویا پہلے رسولوں کی متفرق قوموں میں آمد اس بات کی شہادت تھی کہ سب سے آخر ایک ہی رسول کل قوموں کی طرف آنے والا ہے۔ جس کی قبولیت کے لیے سب نبی اور رسول اپنی اپنی قوموں کو تیار کرتے آئے تھے۔ دوسرا اس طرح کہ صاف الفاظ میں ﴿مِنْ قَبْلِکَ﴾ کا لفظ فرمایا یعنی ایمان لانا صرف اس وحی پر ضروری قرار دیا جو آپ ﷺ سے پہلے نازل ہو چکی ہے۔ جس سے پتہ چلا کہ آپ کے بعد کوئی وحی ایسی نازل نہ ہونے والی تھی جس پر ایمان لانا اصول اسلام میں داخل ہوا اور اس طرح پر آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے پر یہ ایک قطعی شہادت ہے۔

اب کوئی شخص یہ کہے کہ دوسری جگہ قرآن مجید میں ہے کہ ﴿کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ﴾ (۴۰) یعنی رسول اور مومن سب ایمان لاتے ہیں اللہ پر اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر یا یہ پیش کر کے کہ ﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ﴾ سب رسولوں کو ماننا ضروری ہے اور اس سے یہ استدلال کرے کہ آنحضرتؐ کے بعد جو رسول آئیں انکا بھی ماننا ضروری ہے۔ تو یہ سراسر باطل ہے اس لئے قرآن کریم نے تو اپنے منشا کو کھول کر ﴿وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ﴾ میں بتا دیا یعنی آپ ﷺ سے پہلے مبعوث ہو چکے ایک آیت کے دوسری آیت

کے خلاف معنی نہیں لئے جاسکتے بلکہ وہی معنی لئے جائیں گے جن سے دونوں آیتوں میں تطبیق ہو پس وما انزل من قبلک میں کسی طرح بعد کی وحی داخل نہیں ہوسکتی اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی ایسی وحی آنے والی نہیں آپ ﷺ ہی آخری نبی ہیں جبکہ ﴿کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ﴾ کے ساتھ صاف طور پر کتابوں کا ذکر ہے اس لئے خو د یہ آیت اپنے معنی کی آپ تشریح کرتی ہے۔ ہاں بعض لوگ ﴿وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ﴾ (۴۱) کا یہ معنی کرتے ہیں کہ پیچھے آنے والی وحی پر یقین رکھتے ہیں اور اس سے منکرین ختم نبوت اپنے نبی کی وحی مراد لیتے ہیں یہ بے سود کوشش ہے پورے قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی ''الْاٰخِرَة'' کا لفظ آیا ہے کہیں بھی اس سے مراد ''آخری وحی'' کے نہیں ہے۔ ﴿بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ﴾ سے مراد قرآن مجید اور ﴿وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ﴾ سے مراد سابقہ کتب مقدسہ ہیں۔ اب آخرت والی کو ن سی کتاب ہوگی یا آخرت والی کتنی اور مقدس کتابیں ہوتی رہیں گی؟

پس جب کتاب ہی کوئی نہیں تو یقین اور ایمان کس بات پر لایا جائے گا محض اس بات پر کہ آپ کے بعد کوئی وحی آنے والی ہے اس آیت یہ قطعی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نبوت نہیں اور آپ ﷺ کی نبوت کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔

ہر چیز کا انحصار ضرورت پر ہوتا ہے۔ مثلاً جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ صرف شریعت کا دروازہ بند ہے اور غیر تشریعی نبوت کا دروازہ کھلا ہے ان سے اگر یہ دریافت کیا جائے کہ شریعت کا دروازہ آخر کیوں بند ہوا؟ تو یہی جواب دیں گے کہ شریعت کی قرآن نے تکمیل کر دی اس لئے اب چونکہ کسی جدید حکم شریعت کی ضرورت نہیں رہی اس لئے شریعت کا دروازہ بند ہو گیا، تو جس طرح تکمیل شریعت سے شریعت کا دروازہ بند ہو گیا بالکل اسی طرح تکمیل نبوت سے نبوت کا دروازہ بند ہو گیا المختصر اب اگر نبی آجائے تو رسول کریم ﷺ کی نبوت ناقص ہوئی جو بالبداہت باطل ہے۔

اللہ تعالیٰ جس نے اپنے محبوب کو اپنا رسول بنایا اور پھر اس ذات پاک پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا وہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے دنیا کے حالات ہزاروں پلٹے کھائیں معاشی اور سیاسی میدانوں میں کتنے انقلاب کیوں نہ برپا ہوں ہر قوم کے لئے ہر زمانہ میں فلاح دارین کا راستہ دکھانے کے لئے کسی دوسرے نبی کی ضرورت نہیں۔ یوں نہیں ہے کہ سلسلہ نبوت بند کرنے کا فیصلہ کسی ایسی ہستی نے کیا ہو جو آنے والے حالات سے بے خبر ہے مختلف قوموں اور ملکوں کی ضرورتوں سے ناواقف ہے بلکہ یہ فیصلہ اس ذات و لاصفات کا ہے جو کائنات کی ہر چیز سے واقف ہے اور ان تمام امور سے بھی باخبر ہے جن پر عالم انسانیت کی فلاح و بقا کا انحصار ہے اس لئے اس کے فیصلے اٹل ہیں وہ منسوخ نہیں ہو سکتے ان میں کسی ترمیم کی قطعاً گنجائش نہیں۔

نتائج بحث

عقیدہ ختم نبوت کی تشریح وتوضیح سے متعلق اس مطالعہ میں علماء ومفکرین کی آراء کے تجزیاتی مطالعہ سے جو نتائج حاصل ہوئے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ عقیدہ ختم نبوت سے متعلق آیت کی تفسیر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خاتم کا لفظ چاہے تاء کے زبر کے ساتھ ہو یا تاء کے زیر کے ساتھ اس سے معنیٰ ومآل میں کوئی فرق لازم نہیں آتا۔

۲۔ ختم نبوت پر صریح نص ہر قسم کی نبوت کے خاتمہ پر دلالت کرتی ہے۔لہذا نبی ﷺ کے وصال کے بعد ہر قسم کی نبوت کا باب ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا۔

۳۔ خاتم النبیین کا بیانیہ خاتم المرسلین کو بھی لازم ہے اس لیے کہ نبوت عام جب کہ رسالت خاص ہے تو جب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا تو آپ ﷺ کے بعد کسی رسول کا نہ ہونا بدرجہ اولیٰ ثابت ولازم ہے۔

۴۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد، کسی اور نبی کی بعثت کا کوئی محرک باقی نہیں رہا لہذا کسی اور نبی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۵۔ وحی کے نزول کا دعوٰی دراصل دعوٰی نبوت کو مستلزم ہے اس لیے اگر کوئی یہ کہے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے تو اس کے اس قول کو ختم نبوت کے انکار پر محمول کیا جائے گا۔

۶۔ ختم نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت پر ایک رحمت ہے جس کے ذریعے اس امت اور اس شریعت کو عالمگیر درجہ حاصل ہوا اور پھر یہ ایک ایسا نظریہ ہے جو تمام امت مسلمہ کے اتحاد واتفاق کا حقیقی موجب ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ سورۃ الأحزاب،۳۳:۴۰۔

۲۔ جوہری، علامہ، اسماعیل بن حماد، الصحاح(م۳۹۸ھ)، بیروت: مطبوعہ دارالعلم،۱۴۰۴ھ۔

۳۔ افریقی،ابن منظور،محمد بن مکرم(م۷۱۱ھ)، لسان العرب ، الفصل الخامن باب المیم،قم ایران: مطبوعہ نشرادب الکوزۃ،

۱۴۰۵ھ۔

۴۔ طبری، ابوجعفر، محمد بن جریر(م۳۱۰ھ)، جامع البیان فی تاویل آی القرآن، بیروت: مطبوعہ ادارہ اندلس، ۱۳۸۵ھ،

۲۲/۱۲۔۱۳۔

۵۔ بغوی،محی السنۃ،الحسین بن مسعود، معالم التنزیل، بیروت: مطبوعہ دارالفکر،۱۳۱۰ھ،۳/۱۵۸۔

۶۔ جاراللہ،زمخشری،علامہ،محمود بن عمر، تفسیر الکشاف، مصر، مطبوعہ المدبعہ، ۱۳۴۳ھ،۲/۲۱۵۔

۷۔ رازی،فخرالدین، محمد بن ضیاءالدین بن عمر(م۶۰۶ھ)، مفاتیح الغیب، بیروت: مطبوعہ دارالفکر،۶/۵۸۱۔

۸۔ نسفی،حافظ الدین،احمد بن محمد(م۷۱۰ھ)، مدارک التنزیل، پشاور: مطبوعہ دارالکتب العربیہ،۵/۴۷۱۔

۹۔ بیضاوی،قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر، أنوار التنزیل و أسرار التاویل،بیروت:مطبوعہ دارصادر،۴/۱۸۴۔

۱۰۔ ابن کثیر،حافظ،ابوالفداء،عمادالدین، تفسیر القرآن العظیم،مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت۱۳۸۵ھ،۳/۴۹۳۔۴۹۴۔

۱۱۔ سیوطی،جلال الدین، تفسیر الجلالین،لاہور: قدیمی کتب خانہ،ص:۷۶۸۔

۱۲۔ حقی،علامہ اسماعیل، روح البیان، کوئٹہ: مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ،۲۲/۱۸۸۔

۱۳۔ آلوسی،ابوالفضل،شہاب الدین،سید محمود، روح المعانی، بیروت:مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، ۲۲/۲۳۔

۱۴۔ ایضاً، ۲۲/۳۹۔

۱۵۔ المکی،امام، موافق بن احمد،مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہؒ،حیدرآباد، 132ھ،۱/۱۶۱۔

۱۶۔سورۃ الأحزاب،۳۳:۴۰۔

۱۷۔ اندلسی،ابن حزم،علی بن احمد(م۴۵۶ھ)، المحلی، مصر:ادارہ الطباعۃ المنیر یہ،۱۳۴۹ھ،۱/۲۶۔

۱۸۔ ایضاً،۱/۷۷۔

۱۹۔ اندلسی،ابن حزم،علی بن احمد(م۴۵۶ھ)، الملل و النحل،۳/۲۴۹۔

۲۰۔ غزالی،ابوحامد،محمد بن محمد،الاقتصاد فی الاعتقاد،بیروت: دارالمعرفہ،ص:۱۱۴۔

۲۱۔ مالکی،قاضی، عیاض بن موسیٰ،الشفا بتعریف الحقوق المصطفیٰ، ملتان:عبدالتواب اکیڈمی،۲/۲۷۰۔

۲۲۔ ابن عربی،الشیخ لاکبر،محی الدین، فتوحات مکیہ ، مصر:مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ،۱۳۷۸ھ،۳/۵۱۔

۲۳۔ تفتازانی، سعدالدین، مسعود بن عمر (م ۷۹۱ھ)، شرح عقائد نفسی، کراچی: نور محمد اصح المطابع۔
۲۴۔ شعرانی، علامہ عبدالوہاب (م ۹۷۳ھ)، الیواقیت والجواھر، مصر: مطبع مصطفے البابی اولادہ، ۱۳۷۸ھ، ۳۸/۲۔
۲۵۔ قاری، ملا علی بن سلطان محمد (م ۱۰۱۴ھ)، شرح فقہ اکبر، مصر: مطبع مصطفے البابی واولادہ، ۱۳۷۵ھ، ص: ۲۰۲۔
۲۶۔ سرہندی، مجدد الف ثانی، شیخ احمد، مکتوبات، کراچی: مدینہ پبلیکیشنز کمپنی، ۱۹۷۰ھ، ۲۳۶/۱، مکتوب نمبر: ۲۴۸۔
۲۷۔ ایضاً، ۱۸۰/۲، مکتوب نمبر: ۹۹۔
۲۸۔ ملا نظام الدین، فتاوٰی عالمگیری، بولاق۔ مصر: مطبع کبری امیریہ، ۱۳۱۰ھ، ۲۶۳/۲۔
۲۹۔ دہلوی، محدث، شاہ ولی اللہ (م ۱۱۷۶ھ)، حجۃ اللہ البالغۃ، لکھنو: فخر المطابع، ۱۹۱۲ء، ۱۰۵/۲۔
۳۰۔ علامہ، محمد اقبال، Reconstruction of Islamic Thought in Islam، مترجم: سید نذیر نیازی، تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ، لاہور: بزم اقبال، ص: ۱۸۰۔
۳۱۔ شیروانی، لطیف احمد (مرتب)، حرف اقبال (قادیانی اور جمہور مسلمان)، اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ص: ۱۲۷۔
۳۲۔ کشمیری، انور شاہ، علامہ، خاتم النبیین، ملتان: مجلس تحفظ ختم نبوت، ص: ۳۳۔
۳۳۔ سندیلوی، ندوی، محمد اسحاق، مولانا، مسئلہ ختم نبوت (علم وعقل کی روشنی میں)، لکھنو: مطبع شاہی پریس، نومبر ۱۹۶۳ء، ص: ۹۳۔۹۴۔
۳۴۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، قادیانی مسئلہ، لاہور: اسلامک پبلیکیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ، نومبر ۱۹۸۹ء، ص: ۲۶۳۔۲۶۴۔
۳۵۔ ندوی، ابوالحسن، منصب نبوت اور اسکے عالی مقام حاملین، کراچی: تشکیل پرنٹنگ پریس، ۱۹۷۶ء، ط: ۲، ص: ۲۷۳۔
۳۶۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، رسالہ ختم نبوت، لاہور: اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، ص: ۴۲۔
۳۷۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، ختم نبوت، لاہور: مطبع اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ۔ 11 سی، شاہ عالم مارکیٹ، مارچ ۱۹۶۷ء، ص: ۳۸۔
۳۸۔ سورۃ البقرۃ، ۲: ۴۔
۳۹۔ سورۃ الرعد، ۱۳: ۷۔
۴۰۔ سورۃ البقرۃ، ۲: ۲۸۵۔
۴۱۔ سورۃ البقرۃ، ۲: ۴۔